

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا  
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM](mailto:ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں  
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

**WhatsApp Channel Link**

[Channel Join Now](#)

باس میں موجود ناولز پاکستانی نگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

#### Famous Youtube Novels

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Jaan E Aziz Novel By Dua Khan](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Teri Rahguzar Novel By Kitab Chehra](#)

[Bismil Novel By Mehrunnisa Shahmeer](#)

[Shiddat E Yaar Novel By Zoya Ali Shah](#)

[Ishq E Maknoon Novel By Maryam Jutt](#)

[Saza E Ishq Novel By Shahzmeen Mehdi](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

#### Novels Categories

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

تسبیح عشق

سلمہ خان

قسط نمبر 2



یار تم نے نوٹس بنائے ہیں؟

کل میرے سر میں کافی درد تھا اس وجہ سے میں جلدی سو گئی تھی تو میں  
نہیں بنا پائی۔۔۔

میں جانتی تھی اسی لیے میں پہلے ہی بنا کر لائی ہوں۔۔۔

لاریب نے مسکراتے ہوئے تمنا کو دیکھ کر کہا تھا۔۔۔

اور تمنا تو خوش ہی ہو گئی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ پریشان تھی کہ اب کیا ہو گا مگر ہر بار لاریب اس کی پریشانی دو

منٹ میں دور کر دیتی تھی۔۔۔



تمنا اور لاریب مسکراتی ہوئی۔۔۔

اب کلاس کے اندر داخل ہو چکی تھی۔۔۔

تمنا چو در ی۔۔۔

چو درى سيف اللہ كى اكلوتى بٹى۔۔۔

اور اپنے بھائیوں كى جان۔۔۔

وہ واحد گاؤں كى لڑكى تھى۔۔۔

جسے شہر ميں ہاسٹل ميں رہنے كى اجازت دی گئی تھى۔۔۔

ورنہ كسى كو بھى اجازت نہيں تھى شہر ميں رہنے كى۔۔۔

اسے پڑھائی كا بہت شوق تھا۔۔۔

وہ پڑھائی كے ليے ايك الگ ہی جنون ركھتى تھى۔۔۔

جہاں حفصہ يہ كہا كرتى تھى كہ پڑھائی ميں كيار كھا ہے۔۔۔

ہميں تو گھر دارى ہی سنبھالنى ہے۔۔۔

مگر اس کی سوچ بالکل اس سے مختلف تھی۔۔۔

اسے یہیں لگتا ہے کہ پڑھائی میں سب کچھ رکھا ہے۔۔۔

اللہ نہ کرے برا وقت اجائے تو پڑھائی وہ واحد چیز ہے جو ہمیں اس  
برے وقت میں سنبھالتی ہے۔۔۔

اگر ہمارے پاس پڑھائی ہوگی تو ہم اپنے لیے کچھ کر سکتے ہیں۔۔۔

ورنہ بغیر پڑھائی کے ہم لوگ کوئی اچھا کام نہیں کر سکتے۔۔۔

تمنا اور لاریب ساتھ ایک ہی روم میں رہتی تھی۔۔۔

ان دونوں کی دوستی بہت اچھی تھی۔۔۔

اور ہر مشکل وقت میں دونوں ایک دوسرے کا ساتھ بھی دیتی تھی۔۔۔

یوں ہی ان دونوں کی دوستی اگے بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

اج کلاس میں ایک الگ ہی شور مچا ہوا تھا۔۔۔

تمنا لاریب سے پوچھنے لگی مگر لاریب خود بھی نہیں جانتی تھی کہ ہوا کیا ہے؟

جب ان لوگوں نے اور لڑکیوں سے پوچھا تو تب انہیں پتہ چلا کہ اج صبح یونیورسٹی میں لڑائی ہو گئی تھی۔۔۔

لڑائی کی وجہ کسی کو نہیں پتہ۔۔۔۔

مگر صبح عمر زخمی حالت میں زمین پر پڑا ہوا ملا تھا۔۔۔

اس کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔۔

جب سب نے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کس نے کیا۔۔۔۔

تو اس نے کہا۔۔۔

کہ مجھے منان نے مارا ہے۔۔۔۔

اور تمنا لاریب دونوں ہی اس بات پر حیران ہو گئی۔۔۔

منان؟

تمہارا مطلب ہے عبد المنان؟

تمنانے بے یقینی سے پوچھا تھا۔



ہاں عبد المنان۔۔۔

مگر اس کی اس بات پر کوئی یقین کرنے کو تیار نہیں ہے۔۔۔

اور انچ پوری کلاس میں یہی باتیں چل رہی ہیں۔۔۔

اور تمنا سوچ میں پڑ گئی۔۔۔



لاریب نے جب اسے پریشان دیکھا تو اس کو ہلا کر اس سے پوچھنے لگی۔۔۔

تمنانے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

میں نہیں یقین کر سکتی۔۔۔

کہ عبدالمنان ایسا کر سکتا ہے۔۔۔۔

وہ تو اپنے کام سے کام رکھنے والا انسان ہے۔۔۔

اور پھر اتنا سب کچھ وہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اسے بری طریقے سے مارا گیا ہے۔۔۔۔

مگر عبدالمنان ایک رحم دل انسان ہے۔۔۔۔

پھر وہ کیسی ہے؟

تمنا اور لاریب کو یقین ہی نہیں ا رہا تھا۔۔۔۔

جب تھوڑی دیر بعد عمر کو انہوں نے کلاس میں داخل ہوتے ہوئے  
دیکھا تھا۔۔۔۔

اس کے منہ کا پورا نقشہ ہی بگڑا ہوا تھا۔۔۔۔

جس سے واضح طور پر دیکھا جاسکتا تھا کہ اسے بہت بری طریقے سے مارا  
گیا ہے۔۔۔۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد منان بھی کلاس کے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

چہرے پر سنجیدگی واضح طور پر نظر آرہی تھی۔۔۔

ہر لڑکی کی نظر منان پر مرکوز تھی۔۔۔

مگر منان سب کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

البتہ عمر کھا جانے والی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے دونوں کو پرنسپل کے افس میں بلایا گیا تھا۔۔۔

اس وقت عمر نے کافی کوشش کی اپنی بات سچ ثابت کرنے کی۔

مگر اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا۔۔۔

اور منان کا نیچر ساری ٹیچرز جانتے تھے اس لیے انہوں نے بھی عمر کی بات پہ یقین نہیں کیا اور بات کو یہیں ختم کرنے کا کہا۔۔۔

مگر عمر سوچ چکا تھا وہ اپنی بات کو سچ ثابت کر کے رہے گا۔۔۔

تمنا پریشانی سے منان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

مگر وہ ارد گرد سے بے نیاز اپنی کتاب میں نظریں جمائے بیٹھا ہوا

تھا۔۔۔۔

جب کلاس ختم ہوئی تو وہ باہر کی طرف نکلنے لگا جب تمنا اس کے سامنے  
آئی تھی۔۔۔

لاریب بھی اس کے ساتھ موجود تھی۔۔۔

منان اچھے طریقے سے جانتا تھا کہ وہ کیا پوچھنا چاہتی ہے۔۔۔  
اس لیے تمنا کے بغیر پوچھنے پر ہی اس نے جواب دے دیا۔۔۔

مجھے پتہ ہے آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں۔۔۔

کیونکہ سب لوگ مجھ سے یہیں پوچھ رہے ہیں۔۔۔

لیکن میں نے سب لوگوں کو بتا دیا ہے اور آپ کو بھی بتا دیتا ہوں۔۔۔

میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔

برائے مہربانی مجھ سے مزید سوال کرنے سے سب لوگ گریز

کریں۔۔۔

وہ بغیر تمنا کی سنیں وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔

پیچھے وہ دونوں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔۔۔



امی۔۔۔۔

اپ جانتی ہیں اپ نے کیا کیا ہے۔۔۔

اپ نے اس بھی قصور لڑکی کو سزا دلوا دی ہے۔۔۔۔

میرب جب سے گھرائی تھی اپنی ماں سے لڑے جارہی تھی۔۔۔

مگر حسینہ بیگم کو کہاں فکر تھی۔۔۔

وہ تو اس بات پر مطمئن تھی کہ انہوں نے اپنے بیٹے اور بیٹی کو بچا لیا

تھا۔۔۔۔

میرا دماغ مت خراب کرو۔۔۔

اگر وہ بے قصور ہے تو میرا بیٹا بھی بے قصور ہے۔۔۔

مجھے پورا یقین ہے میری بیٹی پر۔۔۔

اور تم کیا چاہتی تھی کیا میں تمہیں ان کو دے دیتی۔۔۔

وہ چودری ابھی اپنے بیٹے کی موت کی وجہ سے انتقام میں اندھے ہو چکے

ہیں۔۔۔

تمہاری زندگی جہنم بنا دیتے۔۔۔

تمہیں زندگی سے نفرت ہو جاتی۔۔۔



اور تم یہ چاہتی تھی۔۔۔

وہ چلاتے ہوئے میرب کوچپ کروارہی تھی۔۔۔

اس کے بھائی کو کیا جواب دیں گے ہم۔۔۔

بتائیں۔۔۔

منان ایت کو ہمارے بھروسے چھوڑ کے گیا تھا۔۔۔

بتائیں جب اسے پتہ چلے گا کہ اس کی بہن کو ہم لوگوں نے اپنے مفاد کے

لیے استعمال کیا ہے۔۔۔

اپنے اپنی بیٹی اور بیٹے کو بچانے کے لیے اس بے قصور کو سزا دلوا دی

ہے تو وہ کیا کرے گا۔۔۔

امی خدا سے ڈریں۔۔۔

اس لڑکی نے اپ کے ہر ظلم چپ چاپ ہستے مسکراتے سے رہی  
تھی۔۔۔

اپ نے کہا کہ میری بیٹی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ چودریوں کا ظلم  
برداشت کر سکے۔۔۔

تو اپ مجھے بتائیں اس لڑکی میں کہاں اتنی ہمت ہے کہ وہ ان چودریوں کا  
ظلم سہ سکے۔۔۔

وہ بھی میرے جتنی ہی ہے۔۔۔

مگر آپ نے ظلم کی انتہا کر دی ہے امی۔۔۔

وہ ابھی بھی اپنی ماں کو ان کی غلطی کا احساس کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

مگر اس کی ماں تو گویا اس کی بات سن ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

انہوں نے میرب کو چپ رہنے کا کہا اور وہاں سے اندر کی جانب چلی گئی  
تھیں۔۔۔

پیچھے میرب بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔



اجایت کو حویلی اتنی ایک ہفتہ ہونے والا تھا۔۔۔

اسے ایک ہفتے میں ماں بیٹی سے جتنا ظلم ہو پارہا تھا اس معصوم لڑکی پر وہ  
لوگ کرے جارہی تھیں۔۔۔

ہر بار انہیں روکنے کے لیے۔۔۔

رابیہ بیگم اور انوشے اجاتی تھی۔۔۔

مگر ان دونوں کو کہاں فرق پڑتا تھا۔۔

اس سارے عرصے میں زوہال بالکل خاموش تھی۔۔

انوشے کو اپنی بہن کے لیے بہت برا لگتا تھا۔۔

رابیہ بیگم بھی دل سے یہ چاہتی تھی۔۔۔

کہ زوہال ان کے شازم کی بیوی بن جائے۔۔

مگر انہیں ایت بھی بری نہیں لگ رہی تھی۔۔

حقیقت تو یہ تھی کہ انہیں اپنے بیٹے کے لیے ہر لڑکی پسند تھی سوائے  
حفصہ کو چھوڑ کر۔۔۔

انہوں نے کبھی بھی نازیہ بیگم کی نفرت حفصہ سے کرنے کی کوشش  
نہیں کی تھی۔۔۔

مگر حفصہ بچپن ہی سے ایسی شاطر تھی کہ انہیں بھی اس لڑکی سے اب  
نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

بچپن میں رابیہ بیگم حفصہ سے بھی اتنی محبت کرتی تھی۔۔۔

مگر حفصہ جا کر چوہدری سیف اللہ سے شکایت لگاتی تھی کہ ان کی بڑی  
امی ان سے محبت نہیں کرتی۔۔۔

بلکہ انہیں مارتی ہیں۔۔۔

اور رابیہ بیگم اس چھوٹی سی بچی کا جھوٹا نکھیں پھاڑ کر دیکھ رہی ہوتی  
تھیں۔۔۔



اور پھر چوہدری سیف اللہ کئی دنوں تک رابیہ بیگم سے بات نہیں کرتے  
تھے۔۔۔

تب سے ہی ان دونوں کی فطرت سے وہ واقف ہو گئی تھیں۔۔۔

وہ تو زوہال اور انوشے کو بھی گھر پہ کبھی رکنے نہ دیتی اگر رابیہ بیگم ان دونوں کے ڈھال بن کر سامنے نہ آتی۔۔۔

ان کا یہی کہنا تھا کہ ماں کے انتقال کے بعد دونوں کو اپنے باپ کے پاس واپس چلے جانا چاہیے۔۔۔

مگر رابیہ بیگم نے ان دونوں کو اپنے پاس رکھ لیا تھا اور تب سے ہی ان دونوں کی ذمہ داری خود پہ لے لی تھی۔۔۔

ایت حویلی کا سارا کام خود کیا کرتی تھی۔۔۔  
اس کی زندگی نوکروں سے بھی بدتر تھی۔۔۔



سب سے پہلے حویلی والے کھانا کھایا کرتے تھے۔۔۔

اور اس کے بعد نوکروں کی باری ہوتی۔۔۔

مگر نازیہ بیگم کا حکم تھا کہ اسے نوکروں کے بعد کھانا دیا جائے۔۔۔

اور کھانے میں سوکھی روٹی اور پیاز دی جائے۔۔۔

مگر انوشے کچن میں جا کر اس کو زیادہ کھانا دیا کرتی تھی۔۔۔

یہ بات جب حفصہ کو پتہ چلی تو اس نے الگ ہی قیامت برپا کر دی تھی۔۔۔

حفصہ کا یہی کہنا تھا کہ اس کے بھائی کا انتقال ہوا ہے اور کسی کو کوئی فکر تک نہیں ہے۔۔۔

مگر انوشے بھی منہ پر ہی اس کو جواب دیا کرتی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے ہمیں فکر نہیں ہے ہمارا تو وہ کزن لگتا تھا۔۔

مگر تمہارا تو سگا بھائی تھا۔۔۔

اس کی موت کو ایک ہفتہ ہی گزرا ہے اور تم نے اپنا روپ دیکھا ہے کسی

دلہن کی طرح سچ کر حویلی میں گھومتی ہو۔۔۔

کہیں سے بھی نہیں لگتا کہ تمہارا سگا بھائی مرا ہے۔۔۔

اس لیے دوسروں پر انگلی اٹھانے سے پہلے اپنے گریبان میں چھکا  
کرو۔۔۔

وہ بھی منہ بند کروانے والا جواب دے کر وہاں سے چلی جاتی تھی اور  
پیچھے وہ چلاتی رہ جاتی۔۔۔

حقیقت تو یہ تھی کہ وہ شازم کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی تھی۔۔۔  
اگر وہ خود کا حال برا کر لیتی ہے اور شازم اس کو اس حال میں دیکھ کر اس  
کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔۔۔

یا پھر اس کا دل اس کی طرف سے اٹھ جاتا تو پھر وہ کیا کرتی۔۔۔

اس لیے بھائی کا قتل ایک طرف مگر اپنا مستقبل ایک طرف۔۔۔

ان دونوں ماں بیٹی نے سارا کام توایت پر ڈال دیا تھا سوائے شازم کے  
کمرے میں جانے کے علاوہ۔۔۔

شازم کی عادت تھی۔۔۔

شام کے وقت چائے پینے کی۔۔

پہلے تو حصہ لے کر جاتی تھی مگر اس نے سختی سے منع کر دیا کہ وہ اس  
کے لیے نہ لایا کرے۔۔۔

اس لیے اپ ملازمہ لے کر جاتی تھی۔۔۔

اور جب وہ حویلی میں ہوتا اس وقت حفصہ نے سختی سے ایت کو منع کیا  
ہوا تھا کہ وہ اس کے سامنے بھی نہ ائے۔۔۔

اور وہ بھی بیچاری ڈرتے ہوئے ساری بات مان رہی تھی۔۔۔

ایک صبح جب سب لوگ ناشتے پر موجود تھے۔۔۔

سوائے شازم کو چھوڑ کر جو ابھی انے والا تھا۔۔۔

وہ ابھی سیڑھیوں سے اتر رہا تھا جب حفسہ کی آواز اس کے کانوں تک  
آئی۔۔۔۔

گھٹیا لڑکی۔۔۔۔

تم مجھے مارنا چاہتی ہو۔۔۔۔

اتنا گرم کب تم نے میرے اوپر گرا دیا۔۔۔۔

تم تو چاہتی ہو کہ میں اس دنیا سے چلی جاؤں تاکہ تمہیں تمہاری اوقات  
یاد دلانے والا کوئی نہ بچے۔۔۔۔

وہ کسی پرپاگلوں کی طرح چلا رہی تھی۔۔۔۔

شازم کو لگا کہ شاید کوئی ملازمہ ہے جسے وہ ڈانٹ رہی ہے۔۔۔

وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔۔

سب لوگ خاموش تماثائی بن کر سب کچھ دیکھ رہے تھے۔۔۔

رابعہ بیگم کا دل چاہ رہا تھا کہ اس لڑکی کا منہ بند کر وادے مگر چودری  
سیف اللہ کے سامنے وہ حفصہ کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی اس لیے وہ چپ  
رہی۔۔۔

انوشے کا بھی یہیں حال تھا۔۔۔

البتہ نازیہ بیگم نفرت سے اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی اور وہ بھی دو تین  
گالیاں اس لڑکی کو دے رہی تھیں۔۔۔

شازم کو غصہ ا رہا تھا آخر وہ کسی ملازمہ کو ہی اتنا سب کچھ کیسے کہہ سکتی  
تھی۔۔۔

کیونکہ اس نے انوشے کی بات سنی تھی۔۔۔  
جو وہ حفصہ سے کہہ رہی تھی۔۔۔



حفصہ اس نے جان بوجھ کے تم پہ نہیں گرایا۔۔۔

وہ غلطی سے چائے تمہارے اوپر گر گئی۔۔۔

اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ تم پر چائے گری ہے دو تین قطرے گھرے

ہیں جس پر تم نے پوری حویلی سر پہ اٹھالی ہے۔۔۔۔

کم سے کم صبح تو سب کو سکون سے جینے دے دیا کرو ورنہ صبح بھی تم برباد  
کرنے کا کوئی موقع نہیں چھوڑتی۔۔۔

وہ حقیقت بول رہی تھی اور نازیہ بیگم اسے سامنے سے ٹوکنے لگی کہ تم تو

چاہتی ہی نہیں ہو کہ ہم دونوں سکون سے اس گھر میں رہیں۔۔۔۔

اور پھر چوہدری سیف اللہ کے سامنے جھوٹے انسو بہانہ شروع ہو  
گئیں۔۔۔

چوہدری سیف اللہ نے ایک دیکھی نظر انوشے پہ ڈالی تو وہ نہ چاہتے  
ہوئے بھی چپ ہو گئی تھی۔۔۔

مگر شازم اچھے طریقے سے جانتا تھا کہ انوشے کبھی جھوٹ نہیں بولتی  
یعنی اس نے سچ ہی بولا تھا۔۔۔

جب حفصہ کو محسوس ہوا کہ شازم سیڑھیوں پر موجود ہے تو اس نے یکم اپنا ہجہ درست کیا اور اسے وہاں سے جانے کا کہنے لگی۔۔۔

اب دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے۔۔۔

اور ایت گھبراتے ہوئے اب کچن کی جانب جانے ہی لگی تھی جب سیڑھیوں سے اتے ہوئے شازم سے گڑبڑاتے ہوئے ٹکرا گئی۔۔۔

ابھی وہ گرنے ہی لگی تھی جب شازم نے اسے بازو سے پکڑ کر سنبھال۔۔۔

اور جیسے ہی شازم کی نظر اس لڑکی پر پڑی شازم کو لگا جیسے دنیا ہی تھم گئی  
ہے۔۔۔

وہ یک ٹک اس لڑکی کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

حفصہ نے اور نازیہ بیگم نے جب یہ منظر دیکھا تو ان کے آنکھوں میں  
مرچیں ہی لگنا شروع ہو گئی تھیں۔۔۔۔

چو دری سیف اللہ کی حالت بھی کچھ الگ نہیں تھی۔۔۔

البتہ باقی سب مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

اہل بھی ابھی نیچے آیا تھا جب اس حالت میں اپنے بھائی کو دیکھا تو اپنی  
مسکراہٹ نہیں چھپا پایا۔۔۔

شازم کو لمحے کے ہزار ویں حصے میں وہ لڑکی یاد آئی تھی جو میلے میں دوپٹہ  
لے رہی تھی۔۔۔

شازم اس کو کیسے بھول سکتا تھا۔۔۔

اس لڑکی کی معصوم آواز۔۔۔

اور اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے قطرے وہ محسوس کر کے اس  
دکاندار کو یہ کہنے لگا کہ وہ ان کو اس دوپٹے کا ریٹ 500 بتائے۔۔۔

شازم کے کہنے پر ہی وہ دکاندار دوپٹہ 500 میں دینے کو تیار ہو گیا  
تھا۔۔۔

اور پھر وہ لڑکی مسکرا نے لگی۔۔۔  
اور اس کی مسکراہٹ پہ شازم چوہدری کو لگا کہ وہ اپنا دل ہار بیٹھا  
ہے۔۔۔

اور اس لڑکی کے جاتے ہی شازم نے پانچ ہزار کانوٹ نکال کر اس  
دکاندار کے ہاتھ میں رکھ دیا تھا۔۔۔

اور اج اس لڑکی کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہو رہا  
تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر وہ تھپڑ کے نشان واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔۔۔  
اس کے ہاتھ پر بھی نشان تھے۔۔۔

شازم نہ چاہتے ہوئے بھی غصے سے حفصہ کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

حفصہ جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف آئی اور اس لڑکی کو  
اس سے الگ کرنے لگی۔۔۔

اسے غصہ ا رہا تھا۔۔۔

شازم نے انج تک غلطی سے بھی کبھی حفصہ کو نہیں چھوا تھا۔۔۔  
اور وہ اس لڑکی کو اس طریقے سے اس کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی  
تھی۔۔۔

شازم انہیں بیٹھے میں ناشتہ لگواتی ہوں۔۔۔



اور اے لڑکی نکلو یہاں سے۔۔۔

وہ غصے سے ایت کو دیکھ کر بول رہی تھی۔۔۔

ایت بھی سہمی نظروں سے حفصہ کو دیکھ کر وہاں سے جانے لگی۔۔۔

مگر شازم تب تک اسے دیکھتا رہا جب تک وہ اس کی آنکھوں سے او جھل  
نہیں ہو۔۔۔

نازیہ بیگم نے اس کی نظریں واضح طور پر محسوس کی تھیں۔۔۔

شازم کو غصہ تو بہت ا رہا تھا مگر اس وقت وہ کوئی تماشہ نہیں کر سکتا

تھا۔۔۔۔

اس لیے چپ چاپ ناشتہ کرنے کے لیے بیٹھ گیا۔۔۔

مگر اس کے ذہن میں صرف ایت کے ہی خیال ا رہے تھے۔۔۔

حفصہ اب مزید پریشان ہو گئی تھی کیونکہ وہ شازم کی آنکھوں میں ایت

کے لیے پسند دید کی دیکھ چکی تھی۔۔۔

وہ پریشانی سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جنہوں نے اسے اب پر سکون رہنے کا کہا تھا۔۔۔

اور نازیہ بیگم اب اپنے اگلے منصوبے پر عمل کرنے کا سوچ رہی  
تھی۔۔۔



اس ایک ہفتے میں منان کیے چوتھی کال تھی جوایت کے لیے آئی  
تھی۔۔۔۔

مگر اس کی چچی ہر بار یہ کہہ دیتی کہ وہ کسی کام میں مصروف ہے۔۔۔

یہ بات منان کو ہضم تو نہیں ہوتی تھی۔۔۔

مگر وہ اپنی چچی کو بھی اچھے طریقے سے جانتا تھا وہ جب بھی ایت کو فون کرتی تو اس کی چچی پانچ منٹ سے زیادہ اسے بات کرنی نہیں دیتی تھی۔۔۔

اور کبھی کبھی تو وہ بات ہی کرنی نہیں دیتی تھی۔۔۔

اس لیے اس نے یہیں سمجھا کہ اس کی چچی اسے بات کرنی نہیں دے رہی اس لیے وہ فون بند کر دیتا۔۔۔

انج میرب نے فون اٹھا لیا تھا۔۔۔

منان کی پریشانی والی اواز آئی تھی۔۔۔

میرب وہاں پر سب ٹھیک ہے نا۔۔۔

وہ پریشان ہو کر پوچھ رہا تھا اور میرب اپنے انسوا اپنے اندر ضبط کر رہی تھی۔۔۔

جی منان یہاں پر سب ٹھیک ہے۔۔۔

وہ خود سے ہی ایک الگ جنگ لڑ رہی تھی۔۔۔

وہ کبھی بھی منان سے جھوٹ نہیں بولنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر اس کی چچی اچھی طریقے سے جانتی تھی کہ منان جب تک ایت سے بات نہیں کر لیتا اسے سکون نہیں ملے۔۔۔

لیکن اگر میرب اسے یہ یقین کروادے کہ یہاں پر سب ٹھیک ہے اور ایت بھی ٹھیک ہے تو وہ دوبارہ اس کے لیے فون نہیں کرے گا۔۔۔

اور کچھ دن وہ لوگ سکون میں رہ سکتے ہیں۔۔۔

اس لیے اس نے میرب سے فون اٹھوایا تھا۔۔۔

میربنا چاہتے ہوئے بھی اپنی ماں کی بات مانتے ہوئے اسے تسلی دے

رہی تھی اور اطمینان کروا رہی تھی کہ یہاں پر سب ٹھیک ہے۔۔۔

وہ بھی میرب کی بات سمجھتے ہوئے اب فون بند کر چکا تھا اور اب  
پر سکون تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میرب اس سے کچھ نہیں چھپائے  
گی۔۔۔

اس کے فون بند کرتے ہی میرب اپنی ماں کو شکوے بھری نظروں سے  
دیکھنے لگی۔۔۔

مگر اس کی ماں کو کہاں فرق پڑتا تھا انہوں نے ساری بات کو نظر انداز کیا  
اور پھر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھیں۔۔۔

پیچھے وہ بے بسی سے ایت کے لیے دعا کرنا شروع ہو گئی کہ وہ جس حال  
میں بھی ہو بس ٹھیک ہو۔۔۔



اہل چودری اج کھیتوں کی طرف جا رہا تھا جب اس کی گاڑی سڑک کے  
بیچ و بیچ خراب ہو گئی۔۔۔

وہ اکیلا ہی گیا تھا اس کو عادت نہیں تھی اپنے ساتھ گارڈز کو لے کے  
جانے کی۔۔۔



اس لیے اب وہ فون ملا کر مکینک کو لانے کا کہہ رہا تھا۔۔۔

ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب اس کے سامنے ایک اور گاڑی ا کے  
ر کی تھی۔۔۔

جب اہل نے غور سے گاڑی کو دیکھا تو اس کے ماتھے کی شکنیں اور زیادہ  
گہری ہو گئی۔۔۔

کیونکہ سامنے والی گاڑی میں اور کوئی نہیں۔۔۔

بلکہ ان کا خاندانی دشمن کا بیٹا شاو یز خانزادہ موجود تھا۔۔۔

وہ اپنے باپ اور خانزادہ ایوب کے درمیان والی لڑائی کو اچھی طریقے سے جانتا تھا۔۔۔

لڑائی کی وجہ اسے صحیح طریقے سے معلوم نہیں تھی۔۔۔  
مگر خانزادہ کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا چودریوں کو نیچا دکھانے کا۔۔۔

ہر بار جب سردار مقرر کرنا ہوتا تو شازم چوہدری کے سامنے شاویر خانزادہ ہی کھڑا ہوتا تھا۔۔۔

مگر حقیقت یہ تھی کہ اس نے کبھی ان چیزوں میں دلچسپی ہی نہیں لی تھی۔۔۔

اگر لیتا تو اج شازم کی جگہ وہ سردار بنتا یہ بات سب کو پتہ تھی۔۔۔

کیونکہ وہ ہر لحاظ سے بہت طاقتور تھا۔۔۔

مگر وہ ان چیزوں میں دلچسپی ہی نہیں رکھتا تھا۔۔۔

اس کا باپ اسے ہر بار چو در یوں کے سامنے کھڑا کر دیتا تھا۔۔۔

جب چودری لوگوں کو یہ یقین دلاتے تھے کہ وہ لوگ بہت اچھے سردار  
ثابت ہوں گے۔۔۔

تو دوسری طرف خانزادہ لوگ کچھ نہیں کیا کرتے تھے۔۔۔

شاویر خانزادہ کا یہی ماننا تھا کہ اگر اس سے سردار بننا ہے تو وہ ایسے بھی  
بن جائے گا اسے ضرورت نہیں ہے اتنی تقریریں کرنے کی۔۔۔

اور ابھی وہ جاہی رہا تھا جب اہل کی گاڑی اس نے خراب دیکھی تو اس کی  
طرف آنے لگا۔۔۔

السلام علیکم اہل چودری۔۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے اہل کے سامنے اکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔

اہل نے بھی وعلیکم السلام نے جواب دیا تھا۔۔۔۔

گاڑی خراب ہو گئی ہے کیا؟

اس نے گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

اہل نے بس سر ہلایا تھا وہ کچھ بولا نہیں تھا۔۔۔۔

شاویز نے اسے اپنے ساتھ چلنے کا کہا تو اہل نے سر نفی میں ہلا دیا۔۔۔

ارے اہل چودری تم اچھے سے جانتے ہو یہ دشمنی ہمارے دادا اور باپ کے درمیان ہے۔۔۔

ہم دونوں کے درمیان نہیں ہے۔۔۔

اور ویسے بھی ہماری حویلی قریب میں ہی ہے جب تک تمہاری گاڑی صحیح نہیں ہو جاتی تب تک ہمیں مہمان نوازی کا موقع دو۔۔۔

وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے اہل کو دیکھ کر بول رہا تھا۔۔۔

اہل نے جب اپنا فون دیکھا تو ایک میسج جگمگا رہا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ  
کم سے کم ادھا گھنٹہ لگ جائے گا۔۔۔

اور وہ یہیں سوچ رہا تھا۔۔۔

کب مکینک ائے گا۔۔۔

کب وہ صحیح کرے گا۔۔۔

کب وہ یہاں سے جائے گا۔۔۔

اور اس وقت اسے شاویز صحیح لگ رہا تھا اور وہ اس کے ساتھ جانے کو تیار ہو گیا۔۔۔

شاویز نے اپنے خاص ملازم کو حکم دیا کہ وہ اہل کی گاڑی ٹھیک کروائے اور اہل کو اپنی گاڑی میں لے کر وہ خانزادہ حویلی پہنچ چکا تھا۔۔۔

وہ اسے مردان کھانے میں بٹھا کر ملازم کو چائے لانے کا حکم دے چکا تھا۔۔۔

جب تھوڑی ہی دیر بعد خانزادہ ایوب بھی وہاں پر بہت چکے تھے۔۔۔



اہل کو دیکھ کر وہ مسکرا کر وہاں پر بیٹھ گئے تھے۔۔۔

اہل کبھی بھی اس حویلی میں نہیں آیا تھا۔۔۔

اج پہلی بار وہ اس حویلی میں موجود تھا۔۔۔

مگر اس نے جیسا سنا تھا یہاں کے لوگ ویسے بالکل بھی نہیں تھے۔۔۔

اس سے بچپن سے یہی بتایا گیا تھا کہ یہاں کے لوگ بہت ظالم ہیں۔۔۔

وہ کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑتے۔۔۔

مگر شاویرز اور خانزادہ ایوب کو دیکھ کر ایسا کچھ بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

خانزادہ ایوب اس کی الجھن سمجھ گئے تھے اس لیے مسکرا کر کہنے لگے۔۔۔

ہماری دشمنی تمہارے باپ سے ہے تم سے نہیں۔۔۔  
ہم نے تو کبھی شازم کو بھی اپنے دشمن نہیں سمجھا۔۔۔  
کیونکہ اگر ہم اس سے دشمن سمجھتے ہیں تو کبھی سردار نہ بننے دیتی۔۔۔

مگر ہم خانزادہ لوگ انہی لوگوں سے دشمنی کرتے ہیں جو ان سے دشمنی رکھتے ہیں۔۔۔

اس کے علاوہ ہم کسی پر زبردستی کوئی ظلم یا پھر نان صافی نہیں کرتے۔۔۔

ان کے چہرے کی مسکاہٹ ایک پل کے لیے بھی غائب نہیں ہوئی تھی۔۔۔

اور اہل کو لگتا تھا کہ جیسے بچپن سے اسے بتایا گیا تھا کہ خانزادہ لوگ ظالم ہوتے ہیں وہ بالکل غلط ہی بتایا گیا تھا۔۔۔

کیونکہ ان لوگوں میں ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

وہ تھوڑی دیر وہاں بیٹھا اور پھر ملازم نے اطلاع دی کہ گاڑی ٹھیک ہو چکی ہے۔۔۔

اور پھر وہ مسکراتے ہوئے اسے رخصت کرنے کے لیے گاڑی تک آئے تھے۔۔۔

اہل بھی مطمئن تھا۔۔۔

کیونکہ اس نے جیسا ان لوگوں کے بارے میں سنا تھا وہ غلط سنا تھا۔۔۔

اس کے جاتے ہی خانزادہ ایوب شاویز کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔

اور پھر وہ دونوں بھی حویلی کے اندر چلے گئے۔۔۔

خانزادہ اور چودریوں کی دشمنی ان کے باپ دادا کے زمانے سے چل رہی تھی۔۔۔



مگر خانزادہ ایوب کے والد نے کافی بار یہ لڑائی ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

کیونکہ اس لڑائی میں کافی لوگوں کا نقصان ہو گیا تھا۔۔۔

مگر چو درى سيف اللہ کے والد كسى صورت يہ لڑائى ختم كرنے كو تيار  
نہیں تھے۔۔۔۔

اور پھر جب چو درى سيف اللہ کے والد كا انتقال ہوا تو خانزاد ہوں كو لگا  
كہ يہ لڑائى ختم ہو چكى ہے۔۔۔

مگر چو درى سيف اللہ نے ان کے بندے كو مار ڈالا صرف اس ليے كہ وہ  
ان كى كھيتوں كى طرف اگيا تھا۔۔

اور اس وقت خانزادہ ایوب بھی ناحق کسی کا قتل برداشت نہیں کر سکتے  
تھے۔۔۔

اور پھر انہوں نے بھی کبھی اس دشمنی کو ختم کرنے میں ابتدا نہیں کی  
تھی۔۔۔

کیونکہ ہر بار وہیں پہل کرتے تھے۔۔۔  
مگر چوریوں کو لگتا تھا کہ خانزادہ لوگ اس لیے یہ دشمنی ختم کرنا چاہتے  
ہیں کیونکہ ہم لوگ طاقتور ہیں۔۔۔

مگر خانزادہ ایوب جانتے تھے کہ اس دشمنی میں سوائے ان غریب  
لوگوں کے نقصان کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔۔۔۔

جو کہ چو درمی سیف اللہ کے لوگ خانزادہ کے لوگوں کو قتل کر دیا  
کرتے تھے۔۔۔۔

اور پھر خانزادہ کے لوگ بھی پیچھے نہیں رہے اور انہوں نے بھی ویسا ہی  
کرنا شروع کیا۔۔۔

لڑائی چلتی جا رہی تھی۔۔۔۔



مگر خانزادہ ایوب نے کبھی بھی اپنے بچوں میں زہر نہیں بھرا تھا۔۔۔

انہوں نے ہمیشہ اپنے بچوں کو یہی بتایا تھا کہ یہ دشمنی ہم دو لوگوں کے  
بیچ ہے اس لڑائی کے بیچ اور کوئی نہ اے۔۔۔

مگر چودری سیف اللہ نے اپنے بچوں کے اندر زہر بھرنا شروع ہو گئے  
تھے۔۔۔

اور اپنے بچوں کو یہی کہتے رہے کہ وہ لوگ دشمن ہیں۔۔۔

ابھی بھی فائق کا قتل انہوں نے خانزادہ لوگوں پر ڈالنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

اور ان لوگوں کا یہی کہنا تھا کہ ذیشان خانزادہ لوگوں کا آدمی ہے۔۔۔

مگر خانزادہ والوں نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا اور انہوں نے یہی کہا کہ جرگا اس دن بیٹھے گا جس دن آپ لوگوں کے پاس ثبوت ہو گا ورنہ انزام کے لیے ہم لوگ جرگا نہیں بٹھاتے۔۔۔

اور اگر خانزادہ حویلی میں دیکھا جائے تو وہاں پر دو خاندان رہتے تھے۔۔۔

بڑے بیٹے خانزادہ ایوب جن کے دو بیٹے تھے۔۔۔۔

26 سالہ شاویرز خان زادہ۔۔۔

اور 25 سال کا شاہزیب خانزادہ۔۔۔

اور ایک بیٹی۔۔۔



22 سالہ مفرا خانزادہ۔۔۔

ان کی بیوی زینب خانزادہ۔۔۔

جوانہی کے ہی خاندان میں سے تھی۔۔۔

ان کی شادی خانزادہ ایوب کے ساتھ کروائی گئی۔۔۔

اور خاندانہ ایوب کے چھوٹے بھائی ار باز خاندانہ۔۔۔۔

جن کی دو جڑواں بیٹیاں تھیں۔۔۔

زائشہ خاندانہ۔۔۔

حرم خاندانہ۔۔۔۔

اور ان کی شادی زینب کی ہی چھوٹی بہن حمیرہ خاندانہ سے ہوئی  
تھی۔۔۔

خاندانہ ایوب کی ایک بہن تھی جنہوں نے اپنی مرضی کی شادی کی  
تھی۔۔۔

تب دونوں بھائیوں نے اپنی بہن کا ساتھ دیا تھا۔۔۔

مگراں کے باپ نے انہیں صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ وہ ہر گز ان کی شادی خاندان سے باہر نہیں کریں گے۔۔۔

اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی۔۔۔

صدف خانزادہ نے بغاوت کر دی تھی۔۔۔  
وہ اپنی محبت کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہتی تھی۔۔۔  
اور وہ گھر سے چلی گئی تھی۔۔۔

اور اس دن کے بعد اس حویلی میں ان کے واپسی کے دروازے بند ہو چکے تھے۔۔۔

باپ کے انتقال کے بعد خانزادہ ایوب اور ار باز خانزادہ نے اپنی بہن کو  
بہت ڈھونڈا تھا مگر وہ کہیں بھی نہیں ملی۔۔۔

اور نہ ان کو اپنی بہن کا کچھ پتہ تھا۔۔۔

گھر میں امن کا ماحول قائم تھا۔۔

کیونکہ وہ دونوں بہنیں بہت ہنسی خوشی اپنے بچوں کے ساتھ اس حویلی  
میں رہتی تھیں۔۔

شاہزیب پڑھائی کے لیے دوسرے ملک گیا ہوا تھا۔۔۔

البتہ شاویز گاؤں کے حالات پر غور و فکر کر رہا تھا۔۔

حمیرہ بیگم نے یہی سوچا ہوا تھا کہ ان کی بڑی بیٹی زائشہ جس کا انہوں نے

شاویز کے لیے سوچ رکھا تھا۔۔۔

اور ان کی چھوٹی بیٹی حرم جس کا انہوں نے شاہزیب کے لیے سوچ رکھا

تھا۔۔۔

دونوں بہنیں اس بات پر راضی تھیں۔۔

مگر قسمت میں کیا لکھا تھا کسی کو علم نہیں تھا۔۔۔

کون کس کے نصیب میں لکھا جانا تھا یہ تو وقت نہیں بتانا تھا۔۔۔



Zubi Novels Zone



حفصہ کو ایک پل کے لیے بھی سکون محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

اور پھر یک دم باہر سے شور مچنا شروع ہوا۔۔۔



جب وہ باہر پہنچی تو اپنی ماں کو صوفے پر بیٹھا پایا وہ سینے پر ہاتھ رکھے بس  
اتنا ہی کہہ رہی تھی۔۔۔۔

میرا وقت اچکا ہے۔۔۔

مجھے لگتا ہے میں بھی اپنے شوہر اور بیٹے کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔۔  
ہائے میں تو مر جاؤں گی۔۔۔

وہ چلاتے ہوئے بس یہی کہے جا رہی تھی۔۔۔۔

ایت کچن کے دروازے پہ کھڑی پریشانی سے ان سب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹر کو بلایا گیا۔۔۔

رابیہ بیگم سمجھ گئی تھی کہ وہ کوئی ڈرامہ کر رہی ہیں اس لیے بیزاری سے ان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹر نے ان کو چیک کرنے کے بعد اتنا کہا کہ یہ تو ٹھیک ہے۔۔۔

اور ان کی یہ بات سن کر رابیہ بیگم کے چہرے پر تیزی سے مسکراہٹ  
آئی۔۔۔

اور نازیہ بیگم گڑ بڑاتے ہوئے ڈاکٹر کو ہی باتیں سنانا شروع ہو  
گئیں۔۔۔



ڈاکٹر نے بھی پھر نہ جاتے ہوئے بھی ان کی بات پر اس بات میں سر ہلایا  
کیونکہ وہ تو بس جان چھڑوا کر یہاں سے جانا چاہتی تھی۔۔۔

اور پھر جب انہیں اپنا منصوبہ کامیاب ہوتا ہوا نظر آیا تو انہوں نے  
چوہدری سیف اللہ کے سامنے رونا پیٹنا مچا دیا۔۔۔

دیکھیں چوہدری صاحب میرے شوہر کی خواہش تھی کہ میری بیٹی شازم  
کی دلہن بنے۔۔۔

میں نے بہت صبر کر لیا ہے۔۔۔

میرا بیٹا اس دنیا سے گیا ہے اور میرا بیٹا بھی تو یہیں چاہتا تھا۔۔۔

روز مجھے عجیب سے خواب آتے ہیں جس میں میرا شوہر کہتا ہے کہ میں

نے ایک ہی خواہش کی تھی وہ بھی تم پوری نہیں کر پائی۔۔۔

میں اب اس بوجھ کے ساری زندہ نہیں رہ سکتی یا تو اپ شازم اور حفصہ کی شادی کروائیں یا تو پھر میں خود کو کچھ کر دوں گی۔۔۔

کیونکہ میرا ضمیر یہ ہر گز گوارا نہیں کرتا کہ میں اپنے شوہر کی آخری خواہش پوری نہ کر پاؤں۔۔۔

وہ چودری سیف اللہ کے سامنے اب اپنی جھولی پھیلا رہی تھی۔۔۔

اور رابیہ بیگم کو اپنے اس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔

اور پھر جیسا انہوں نے سوچا تھا ویسا ہی ہو گیا چوہدری سیف اللہ شادی کے لیے مان گئے تھے۔۔۔۔

رابیہ بیگم نے کئی بار انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ ابھی تو گھر میں جوان موت ہوئی ہے اور ابھی شادی۔۔۔۔

مگر وہ تو سننے کو تیار ہی نہیں تھے۔۔۔۔

انوشے حیران ہو کر اپنی مامی کو دیکھ رہی تھی جن کا اپنا سگا بیٹا مرا تھا مگر انہیں تو بس اپنی بیٹی کی شادی کی پڑی ہوئی تھی۔۔۔

اور اصلی قیامت تو بچن کے اندر کھڑی ایت پر گری تھی۔۔۔

وہ اس کا شوہر تھا۔۔۔

چاہے جیسے بھی شادی ہوئی ہوں۔۔۔

مگر قانونی طور پر اور شرعی طور پر اس پر صرف وہ حق رکھتی تھی۔۔۔

اور اب وہ کیسے اس کی دوسری شادی کے بعد برداشت کر سکتی تھی۔۔۔

نازیہ بیگم اور حفصہ اسے کئی بار یہ بات بتا چکی تھی کہ شازم کی بیوی  
حفصہ ہی ہوگی۔۔۔

تمہاری حیثیت اس گھر میں نوکروں سے بھی بدتر ہے۔۔۔

مگر اسے اس بات کی تسلی تھی کہ ابھی تو کچھ بھی نہیں ہو رہا۔۔۔  
اور وہ دعاؤں میں اللہ سے یہی مانگتی تھی کہ اس کے شوہر کے دل میں  
اس کے لیے جگہ بن جائے۔۔۔

کیونکہ وہ اچھے طریقے سے جانتی تھی اگر اس کے شوہر نے اسے قبول  
کر لیا تو پھر کوئی بھی اس پر ظلم نہیں کر پائے گا۔۔۔



اور ویسے بھی وہ گاؤں کا سردار ہے اس کے فیصلے کے اگے کسی کی کوئی  
جرات نہیں کہ کچھ بولے۔۔۔

اس کا دل بہت بری طریقے سے ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

اسے بس اب شازم کے انکار کا انتظار تھا۔۔۔

کیونکہ وہ اتنے دنوں میں یہ تو واضح طور پر دیکھ چکی تھی۔۔۔

کہ شازم حفصہ میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔۔۔

وہیں ہمیشہ اس کے اگے پیچھے گھما کرتی تھی۔۔۔

اور یہی بات اس کے دل کو خوش کر دیتی تھی کہ اس کا شوہر کسی اور عورت میں دلچسپی نہیں رکھتا۔۔۔

مگر اب یہ بات اسے بے چین کر رہی تھی کہ شازم پر اب صرف اس کا حق نہیں بلکہ کسی اور کا بھی ہو گا۔۔۔

نہ صرف اس پر حق بھلکی اس کمرے پر جو کمرہ اس نے دیکھا تک نہیں ہے اس پر بھی صرف حصہ کا حق ہو گا۔۔۔

اور اس حویلی کی بڑی بہو وہ کہلائی جائے گی۔۔۔

یہی بات ہی اسے بے چین کر رہی تھی۔۔۔

جب رات کو بلا کر شازم کھانا کھا کر ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا۔۔۔

سب لوگ اس وقت اس کے سامنے ہی موجود تھے۔۔۔

جب چو دری سیف اللہ نے اس پر بجلی گرائی تھی یہ کہہ کر کہ تمہارا

اگلے ہفتے حفصہ کے ساتھ نکاح ہے۔۔۔۔

اور اس پر تو گویا یہ پوری حویلی ہی کسی نے گرا دی تھی۔۔۔

وہ بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور پھر اس کی نظر اپنی ماں پر گئی جو خود بے بسی کی صورت بنے وہاں پر  
بیٹھی تھی۔۔۔

البتہ ماں بیٹی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی یہ چیز اسے اور ہی اگ لگا رہی  
تھی۔۔۔

اس نے بھی اپنی ماں والی بات ہی دہرائی تھی کہ ابھی تو گھر میں جوان  
موت ہوئی ہے اور ابھی شادی۔۔۔

مگر چودری سیف اللہ نے کہہ دیا تھا کہ میرا فیصلہ آخری ہوگا۔۔۔

شازم چپ ہو گیا تھا۔۔۔

اور اس کا چپ ہونا ہی ایت کے دل پر کھنجر چلا رہا تھا۔۔۔

اس نے تو کبھی بھی اس دشمنی جان سے بات بھی نہیں کی۔

یہاں تک کہ شازم نے آج تک اسے محبت کی نظر تو چھوڑ دہمردی کی نظر سے بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

مگر نہ چاہتے ہوئے بھی ایت خود کو اس کی طرف مائل کرنے سے نہیں روک پارہی تھی۔۔۔

آخر وہ اس کا شوہر تھا۔۔۔

اور اللہ نے نکاح کہ بندھن میں بہت کشش رکھی تھی۔۔۔

ایت کو لگتا تھا کہ وہ اسے نظر انداز کرتا ہے۔۔۔

مگر کوئی شازم چوہدری کے دل سے پوچھے۔۔۔

جس نے جب سے ایت کو دیکھا تھا تب سے ہی بے چین ہو گیا تھا۔۔۔

اس کا دل کرتا کہ وہ ایت کو اپنے سامنے بٹھا کر بس اسے ہی دیکھتا

رہے۔۔۔

جب وہ ملازموں کے سامنے کام کرتی تو شازم کا دل چاہتا کہ اسے اپنے

سینے میں ایسے چھپالے کہ کوئی بھی اسے نہ دیکھ پائے۔۔۔

وہ کسی اور کو یہ حق دینا ہی نہیں چاہتا تھا کہ کوئی ایت کو اس کے علاوہ  
دیکھے۔۔۔۔

اور یہاں کسی اور کو اس کی زندگی میں شامل کرنے کا حکم دے دیا گیا  
تھا۔۔۔۔

اور یہی بات اسے ناگوار گزر رہی تھی۔۔۔  
مگر اپنے باپ کے فیصلے پر ہر بار کی طرح وہ چپ ہو گیا تھا۔۔۔

جب چو دری سیف اللہ نے دوبار اپنی بات شروع کی تو وہاں پر سارے  
لوگ ہی حیران ہو گئے تھے۔۔۔۔

جب انہوں نے کہا کہ شازم اور حفصہ کے نکاح کے ساتھ۔۔۔۔۔  
اہل اور زوہال کا بھی نکاح ہو گا تو پورے ڈرائنگ روم میں سناٹا پھیل  
گیا۔۔۔۔۔

ایت کچن میں ساری باتیں بخوبی سن رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کے ساتھ راہیہ بیگم کا رویہ ٹھیک تھا۔۔۔۔۔

انوشے تو اس کا خیال بھی رکھتی تھی۔۔۔۔۔

لیکن زوہال سے اس کی زیادہ کبھی بات نہیں ہوئی۔۔۔۔۔



بلکہ زیادہ بات تو کیا وہ زوہال کو کبھی اپنے سامنے دیکھتی ہی نہیں تھی۔۔۔۔

کیونکہ ہر وقت تو وہ اپنے کمرے میں ہی بند رہتی تھی۔۔۔  
اسے تو یہی لگتا تھا کہ شاید وہ اپنے ہونے والے شوہر کا غم مناتی ہے۔۔۔

لیکن آج اس کی شادی کا سن کر وہ خود بھی حیران تھی۔۔۔

زوہال جو یہ فیصلہ سن کر بے یقینی سے اپنے ماموں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔  
تھوڑی دیر خاموش رہی پھر اہستہ آواز میں بولی۔۔۔

دیکھیں مامو جان اپ کا فیصلہ جو بھی ہو گا مجھے قبول ہو گا۔  
اپ نے ہی میری شادی فائق کے ساتھ پکی کی تھی میں نے اعتراض  
نہیں کیا تھا۔۔۔

لیکن مامو جان مامی نے اہل کے لیے انوشے کو سوچ رکھا ہے اور میں  
ہر گز اپنی بہن کے حق پر ڈاکہ نہیں مار سکتی۔۔۔

اس لیے مجھے اپ کا یہ فیصلہ قبول نہیں ہے۔۔۔  
اپ یہ مت سوچے گا کہ میں احسان فراموش ہوں۔۔۔

مگر میرے لیے مجھ سے زیادہ دوسروں کی خوشی زیادہ اہم ہے اور میں  
دوسروں کو خوش دیکھنے میں ہی خود کو خوش سمجھتی ہوں۔۔۔

اس لیے میں یہ نہیں کر سکتی۔۔۔

وہ یہ کہہ کر وہاں سے اٹھ کر جا چکی تھی۔۔۔

پیچھے اہل پہلے ایک بات سے نہیں سنبھلا تھا اور اب دوسری بات پر وہ تو  
حیران ہی ہو گیا تھا۔۔۔

اس سے بغیر پوچھے اس کی شادی کا فیصلہ ہونے والا تھا۔

مگر جیسے ہی اس نے انکار کیا وہ خوش ہو گیا کہ اب بات ختم ہو گئی۔۔۔

مگر جیسے اس نے دوسری بات کی کہ اہل کے لیے انوشے کو سوچ رکھا

ہے یہ بات اس کو اور پریشان کر گئی۔۔۔

بھلا وہ کیسے انوشے سے شادی کر سکتا تھا۔۔۔

اس کا دل تو کسی اور کے لیے دھڑک رہا تھا۔۔۔

وہ تو کسی اور کے لیے اپنے اندر جذبات محسوس کر رہا تھا۔۔۔

اور سارے جذبات بھی ابھی نئے تھے۔۔۔

اور نئے جذبات تو ابتدا میں عروج پر ہوتے ہیں۔۔۔

چو درى سيف اللہ زوہال كى بات سن كر سوچ ميں پڑ گئے۔۔۔۔

مگر نازيہ بيگم تو ہكايكا انوشے كو ديكر رہى تھى۔۔۔

اگر اہل كى شادى زوہال سے ہو جاتى تو انہيں زيادہ مسئلہ نہيں تھا۔۔۔

كيونكہ وہ زيادہ بولتى نہيں تھى چپ چاپ اور اپنے كام سے كام ركھنے والى  
لڑكى تھى۔۔۔۔

مگر انوشے۔۔۔

اللہ توبہ۔۔۔

وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسا ہو جائے گا۔۔۔

وہ انوشے کو یہاں سے نکالنے کی ترکیبیں سوچ رہی تھی اور رابیہ بیگم

ہمیشہ کے لیے اس گھر میں رکھنا چاہتی تھی۔۔۔

نازیہ بیگم نے دوبارہ اپنی بات شروع کی اور چوہدری سیف اللہ کو اس

بات پر منالیا کہ ابھی صرف میرے شوہر کی خواہش زیادہ ضروری ہے

اس لیے ابھی حفصہ اور شازم کا نکاح ہو جائے بعد میں ہم سب سوچ

لیں گے۔۔۔

اور چودری سیف اللہ نے بھی ہاں میں سر ہلادیا اور پھر ان دونوں کی  
شادی کی تاریخ رکھ دی گئی۔۔۔

ایت کا دل ہزار ٹکڑوں میں ٹوٹا تھا۔۔۔

وہ کچن میں زمین کے بل روتے ہوئے اللہ سے شکایت کر رہی تھی۔۔۔

اور کمرے میں شازم کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا۔۔۔

وہ بھی اپنے اندر ایک جنگ لڑ رہا تھا۔۔۔

وہ اس لڑکی کو چاہنے لگا تھا۔۔۔

اس لڑکی سے محبت کرنے لگا تھا۔۔۔

یا شاید محبت تو اسے پہلی نظر میں اس میلے میں ہی ہو گئی تھی۔۔۔

مگر یہاں تو سب کچھ الگ ہی ہو گیا تھا۔۔۔

اگر وہ اپنے باپ کا فیصلہ رد نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی بات مان چکا تھا۔۔۔





اہل نے سوچ لیا تھا کہ وہ اپنی ماں کو صاف طور پر یہ بات بتادے گا کہ وہ انوشے سے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔

اس کا دل تو خانزادہ حویلی میں ہی رہ گیا تھا۔۔۔

جب وہ اس حویلی سے نکل رہا تھا تو بے اختیار اس کی نظر حویلی کے اوپر چھت پر گئی تھی۔۔۔



یہاں پر اس نے ایک لڑکی کو کھڑے پایا تھا جو اپنے ہاتھ میں کبوتر پکڑے اسے اڑا رہی تھی۔۔۔

اور اہل چوہری کو لگا کہ وہ اپنا دل پہلی نظر میں اس لڑکی پر ہار چکا

ہے۔۔۔

اور اہل نے سوچ لیا تھا کہ وہ اپنی ماں کو یہ چیز بتادے گا کہ وہ ارباز

خانزادہ کی بیٹی۔۔۔

زائشہ خانزادہ سے محبت کرتا ہے۔۔۔

اور وہ اسی سے ہی شادی کرے گا۔۔۔

لیکن اگر اسے زائشہ کو حاصل کرنا تھا تو سب سے پہلے اسے ہی دشمنی ختم

کرنی تھی۔۔۔

اور اب وہ اس دشمنی کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ تو اچھے طریقے سے یہ بات تو سمجھ گیا تھا کہ دشمنی کی وجہ کچھ

اور ہے۔۔۔۔

اور بس وہ اس وجہ کو جان کر یہ دشمنی ختم کرنا چاہتا تھا۔۔۔

Zubi Novels Zone



منان نے انج فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ گاؤں واپس جائے گا اور ایت سے مل

کرائے گا۔۔۔

انہیں یونیورسٹی کی طرف سے کچھ چھٹیاں ملی تھی۔۔۔

اس لیے اس کا ارادہ یہی تھا کہ وہ اپنی بہن کے ساتھ یہ دن گزارے  
گا۔۔۔

البتہ تمنا پہلے ہی گھر پہ بتا چکی تھی کہ اسے چھٹیاں مل گئی ہیں مگر اس کا  
کام زیادہ ہے اس لیے وہ نہیں اپائے گی۔۔۔

مگر جیسے ہی اسے شادی کا بتایا گیا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مان گئی تھی۔۔۔  
آخر اس کے لالا کی شادی تھی اس کا تو جانا بنتا تھا۔۔۔

تمنا کی بات کی جائے تو اسے بھی حفصہ کچھ خاص پسند نہیں تھی۔۔۔  
مگر وہ اچھے طریقے سے جانتی تھی۔۔۔

کہ اس کے بابا کے سامنے کسی کی کوئی بات نہیں چلتی تھی۔۔۔

اس لیے وہ بیچاری بھی سب کی طرح چپ ہی تھی۔۔۔

اور اس کی چپ ہمیشہ چپ ہی رہنی تھی۔۔۔



اج ان دونوں کا آخری پیپر تھا۔۔۔

جب پیپر سے پہلے اس نے عمر اور اس کے دوست کی کچھ بات سنی تھی۔۔۔

جس میں عمر یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے پہلے ہی پیپر خرید لیا ہے۔۔۔

مجھے سب کچھ پتہ ہے کہ کہ پیپر میں کون سے سوال آنے والے  
ہیں۔۔۔

اور تمنا نے اس کی ہر بات ریکارڈ کر لی اور جا کے پرنسپل کو دکھا  
دی۔۔۔



جیسے ہی انہوں نے وہ ویڈیو دیکھی انہوں نے عمر کو بلایا۔۔۔  
عمر کو لگ رہا تھا کہ وہ کسی کام کے لیے بلارہے ہوں گے مگر وہاں پر تمنا کو  
کھڑا پایا تو وہ سمجھ گیا کہ کچھ تو غلط ہوا ہو گا۔۔۔

اور پھر وہ ویڈیو جب چلائی گئی تو عمر کا چہرہ سفید پڑنا شروع ہو گیا۔۔۔

پرنسپل نے اسی وقت اس کے ماں باپ کو بلانے کا کہا اور اس کے  
سارے پیپر کینسل کر دی۔۔۔

وہ معافیاں مانگتا رہا مگر پرنسپل نے اس کی ایک بات بھی نہیں سنی۔۔۔

اس کے دل میں تمنا کے لیے اب نفرت بھر گئی تھی۔۔۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اس سے بدلہ لے گا۔۔۔

جیسے ہی تمنا پر نسیل کے افس سے نکلی وہ اس کے پیچھے ہی چلنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

وہ منہ دھونے کے لیے واش روم کی طرف جانے لگی جب وہ وہاں پر داخل ہوا اور اس پر چیخنا شروع ہو گیا۔۔۔

تمہاری جرات کیسے ہوئی میری شکایت پر نسیل کے سامنے لگانے کی۔۔۔

وہ اس کے سامنے چلا رہا تھا۔۔۔



تمنا پہلے تو ڈر گئی پھر بہت ہمت کر کے بولی۔۔

تم نے غلط کیا۔۔۔

اور تم غلط کرنے جا رہے تھے پتہ نہیں کتنے لوگوں کا حق مارنے جا رہے

تھے۔۔۔۔

تم چیٹنگ کر کے پاس ہو جاتے تو ان لوگوں کے ساتھ غلط ہوتا جو محنت کر کے آئی ہے۔۔۔

اور میں ہر گز غلط کا ساتھ نہیں دے سکتی۔۔۔

اس لیے میں نے جا کے پرنسپل کو بتا دیا۔۔۔

وہ بغیر ڈرے اپنی بات کر چکی تھی۔۔۔۔

عمر کا غصہ ساتویں آسمان تک پہنچ چکا تھا اس نے اگلے ہی پل اسے دیوار  
کے ساتھ لگایا اور اپنا ہاتھ اس کے گلے پر دبائے لگا۔۔۔

تمنا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔

وہ اس کا گلا دبا رہا تھا۔۔۔

تمنا خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

مگر اس کی گرفت اور سخت ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

وہ خود کو اس سے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہ دور ہو ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

تمہیں میں بتاتا ہوں کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔۔  
میرے سارے پیپر کینسل ہو گئے صرف تمہاری وجہ سے۔۔۔  
تمہیں تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔  
میرے راستے کا کانٹا بن گئی ہو تم۔۔۔  
وہ اس کے گلے پر دباؤ اور زیادہ دے چکا تھا۔۔۔

تمنا کو اپنے سامنے اندھیرا ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

جب اگلے ہی پل کسی نے عمر کو کالر سے پکڑ کر پیچھے کیا اور اس کے منہ پر  
مکے مارنا شروع ہو گیا۔۔۔۔

جب عمر کا ہاتھ تمنا کے گلے سے ہٹا تو وہ دیوار کے ساتھ لگ کر زور زور  
سے کھانس رہی تھی۔۔۔

اور منان جو وہاں سے گزر رہا تھا اس نے عمر کی باتیں سن لی تھیں۔۔۔  
اور بغیر دیر کے اندر ایسا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شعلے  
برسنے لگے۔۔۔

اور اگلی پل وہ عمر کو پیچھے کر کے اس کو مارنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

عمر جو اس حادثے کے لیے ہر گز تیار نہیں تھا اپنا توازن قائم نہیں رکھ سکا اور پیچھے جا کر گر گیا۔۔۔۔

اس کے کہتے ہی منان اسے پاگلوں کی طرح مار رہا تھا۔۔۔

اس نے عمر کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔۔۔

جب اس نے پیچھے تمنا کو دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے  
تھے۔۔۔۔

وہ جلدی سے تمنا کی طرف گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے باہر کی طرف  
لے جانے لگا۔۔۔

پیچھے عمر بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔

وہ اسے باہر لے آیا تھا مگر وہ ابھی بھی ڈر کے زیر اثر تھی۔۔۔

منان نے اس کو بیٹھنے کا کہا اور پھر اس کے لیے پانی لایا اور اس کو پلانے

لگا۔۔۔۔

وہ ایک سانس میں پورا پانی ختم کر چکی تھی۔۔۔۔

وہ مسلسل روئی جا رہی تھی۔۔۔۔

اور منان اسے تسلی دے رہا تھا۔۔۔۔

اس نے غلط کیا تھا۔۔۔۔

میں نے تو جا کے پرنسپل کو بتایا تھا تا کہ دوسروں کے ساتھ غلط نہ ہو۔۔۔۔

لیکن میں نہیں جانتی تھی کہ وہ ایسا کرے گا۔۔۔۔

وہ ابھی بھی ہچکیوں کے بیچ روتے ہوئے منان کو بتا رہی تھی۔۔۔

منان کو وہ روتے ہوئے کوئی سات سالہ بچی لگ رہی تھی جس کی ناک  
رونے کے باعث لال ہو چکی تھی۔۔۔

یہ حالت ایسی تو نہیں تھی کہ جس میں منان کو ہنسنا چاہیے مگر اس وقت  
منان کو ہنسی آرہی تھی۔۔۔

تمنا جب خود کو کافی حد تک سنبھال چکی تھی تو منان کی طرف دیکھنے لگی  
جو اپنی مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔۔



تمنانے اسے گوری سے نوازاتو وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا اور پھر  
سنجیدہ ہو گئے۔۔۔۔

دیکھو جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب اس بات کو بھول جاؤ۔۔۔۔  
وہ اب تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔۔۔۔  
منان کا لہجہ نرم تھا مگر الفاظ میں یقین واضح طور پر دیکھا جاسکتا تھا۔  
وہ بھی اب خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

کیونکہ اسے حویلی بھی واپس جانا تھا۔  
اور اس کا یہ چہرہ دیکھ کر سب لوگ سمجھ جاتے کہ کچھ نہ کچھ تو ہوا ہے۔۔۔

اور وہ ان لوگوں کو ہر گز کچھ نہیں بتانا چاہتی تھی اس لیے۔۔۔  
کوشش کر کے خود کو سنبھال رہی تھی۔۔۔

منان نہیں تھوڑی دیر اسے دیکھا اور پھر خود باہر کی طرف نکلنے لگا جب  
تمنا کی آواز اس کے کانوں تک آئی تھی۔۔۔۔



تھینک یو۔۔۔۔

اس نے مڑ کر تمنا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ نظریں جھکا کر اج کے  
واقعے کی وجہ سے شکریہ ادا کر رہی تھی۔۔۔

منان اس کے سامنے تو خود کو سخت ظاہر کر رہا تھا مگر جیسے ہی اس نے اپنا  
چہرہ سامنے کی طرف مڑا اس کی چہرے پر ایک الگ ہی مسکراہٹ اگئی  
تھی۔۔۔

جسے تمنا تو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔

تمنا بھی خود کو پرسکون کرتے ہوئے اب ہاسٹل کے لیے روانہ ہو گئی تھی  
کیونکہ اسے سامان بھی پیک کرنا تھا۔۔۔

اور تھوڑی دیر بعد اس کے بھائی اسے لینے آجاتے اس لیے اس نے  
ہاسٹل جانے بہتر سمجھا۔۔۔



ایت کی حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

اس نے تو کبھی بھی یہ نہیں سوچا تھا۔۔۔

ان کو اللہ سے بس یہی دعا کر رہی تھی کہ اس کا شوہر اس سے نہ چھینا

جائے۔۔۔

اس کے علاوہ اس کے دل میں کوئی اور خواہش نہیں تھی۔۔۔

نہ جانے کیوں اس انسان کا کسی اور کا ہونے کا خیال ہی اسے اندر سے مار

رہا تھا۔۔۔

حالانکہ اس انسان نے تو اوج تک اس کی طرف ایک نگاہ غلط بھی نہیں

ڈالی مگر نہ جانے کیوں اس انسان کے لیے اس کا دل دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اسے کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی تھی۔

گھر میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھی۔۔۔

حفصہ اور اس کی ماں کو چھوڑ کے سب کے ہی چہرے اترے ہوئے

تھے۔۔۔



Zubi Novels Zone

تمنا حویلی اچکی تھی۔۔۔

ایت نے جب باہر گاڑیاں رکنے کا شور سنا تو وہ بھی کچن کے دروازے

سے باہر کا منظر دیکھنے لگی جہاں سے ایک لڑکی سب سے گلے مل کر اندر

ارہی تھی۔۔۔

وہ لڑکی سنہری آنکھوں والی بہت حسین تھی۔۔۔

اور دکھنے میں وہ کوئی پری معلوم ہوتی تھی۔۔۔

اور اسی چند منٹ ہی لگے یہ پہچاننے میں کہ یہ اس کے شوہر کی بہن یعنی  
اس کی نند ہے۔۔۔

کیونکہ اس کے نینکش شازم کی طرح تھے۔۔۔

Zubi Novels Zone

تمناسب سے مل کر اندرائی۔۔

حفصہ گرم جوشی سے اس سے مل رہی تھی۔۔۔

تمنا بھی مسکراتے ہوئے اس سے ملی تھی۔۔۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد نازیہ بیگم نے نقوت سے کچن کے دروازے پہ  
کھڑی ایت کو چائے لانے کا کہا۔۔۔

تمنا بھی اس لڑکی کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ بہت خوبصورت تھی۔۔۔

وہ کہیں سے بھی کوئی ملازمہ نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

اور وہ سب ملازموں کو جانتی تھی۔۔۔

پھر یہ کون ہے؟



اس نے اپنی ماں کی طرف دیکھا تو انہوں نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔۔۔  
گویا کہنا چاہ رہی ہوں۔۔۔

ابھی چپ کر جاؤ بعد میں سب بتادوں گی۔۔۔  
اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چائے لے کر آئی تو حفصہ میں ناک چڑھاتے  
ہوئے چائے کا کپ اپنے لبوں سے لگایا۔۔۔

تمنا کی نظریں ابھی تک اس لڑکی پر ہی جمی ہوئی تھی۔۔۔  
نظریں دوشازم چودری کی بھی اپنی بیوی پر جمی ہوئی تھی۔۔۔  
مگر کمال مہارت سے وہ اپنی چوری چھپا گیا تھا۔۔۔



ایت وہیں پر ہی سب کچھ چائے دے رہی تھی جب حفصہ کی اواز اس کی  
کانوں تک آئی۔۔۔

بس چار دن اس کے بعد تو میں تمہاری بھابی بن جاؤں گی۔۔۔  
میں تو بہت زیادہ خوش ہوں۔۔۔

اور تم بھی مجھے بھا بھی بنا کر خوش ہوں مجھے جانتی ہوں۔۔۔۔  
اور ویسے بھی تمہاری بھا بھی میری طرح ہی ہونی چاہیے۔۔۔

کسی دو کوڑی کی ملازمہ کی طرح نہیں۔۔۔

وہ ایت کی طرف دیکھتے ہوئے نفرت سے کہہ رہی تھی۔۔۔

ایت اپنے انسو چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔

مگر انسو تھے جو رکنے کا نام ہی نہیں رہ رہے تھے۔۔۔

اور پھر جلدی سے اس نے آخری کپ شازم کے حوالے کرنا چاہا جب

حفصہ بیچ میں ہی اسے روک لیا۔۔۔

اور پھر اپنی نظریں اس پر مرکوز کیے اسے دفع ہونے کا کہا۔۔۔

وہ بھی اپنے انسو چھپاتے ہوئے وہاں سے جانے لگی۔۔۔

مگر اس کے انسو تمنا نہیں دیکھ لیے تھے۔۔۔

دیکھ تو شازن چودری نے بھی دیکھ لیے تھے۔۔۔

مگر اس وقت سب لوگ خاموش رہے۔۔۔

جب سب لوگ اپنے کمروں میں چلے گئے تو تمنا نے اپنی ماں سے سارا

معاملہ پوچھا۔۔۔

اور جیسے جیسے تمنا کو سب کچھ پتہ چلتا گیا اسے لگا کہ وہ اگلی سانس نہیں  
لے پائے گی۔۔۔

جی ایت تھی؟

عبدالمنان کی بہن۔۔۔



اسے اچھے سے یاد تھا۔۔۔

کہ ایک باریونیورسٹی میں ایک فیسٹیول تھا۔۔۔

بہت سارے لوگوں نے سٹال لگائے تھے۔۔۔

انہی میں سے ایک سٹال سے عبدالمنان نے اپنی بہن ایت کے لیے  
اسکاف لیا تھا۔۔۔۔

تمنا کو پہلے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کسی لڑکی کے لیے یہ کیوں کر رہا ہے۔۔۔۔

کیا اس کی زندگی میں کوئی لڑکی تھی؟

اور پھر عبدالمنان نے اپنے موبائل سے تصویر نکالی اور اس لڑکی کو  
مسکرا کر دیکھنے لگا۔۔۔

اور تمنا کو لگا اس کا دل ڈوب جائے گا۔۔

وہ تو اس سے محبت کرتی تھی۔۔۔

اس نے کبھی منان کو بتایا نہیں تھا مگر وہ دل سے اسے چاہتی تھی۔۔۔

اور پھر اچانک سے منال نے ادھر ادھر نظر گھمائی مگر اس کے اس پاس

سوائے تمنا کے اور کوئی نہیں تھا۔۔۔

کیونکہ وہ کسی لڑکی سے رائل لینا چاہتا تھا۔۔۔

تمنا اپنے انسو چھپاتے ہوئے اس کی طرف آئی تو اس نے اسے کہا کہ یہ

دوپٹہ اس لڑکی پر کیسا لگے گا۔۔۔

تمننا نے جب اس لڑکی کی تصویر دیکھی تو وہ حیران ہو گئی کیونکہ وہ سچ میں  
کوئی شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔

مگر اس کے چہرے کے نعمتش منان کی طرح تھے۔۔۔

اور پھر منان تمننا کی الجھن سمجھتے ہوئے اسے بتانے لگا کہ یہ میری بہن  
ہے۔۔۔

تو تمننا کو گویا اندر تک سکون اترتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔  
اور اس نے خوشدلی کے ساتھ اس کی مدد کی تھی۔۔۔

کیونکہ وہ ایک لڑکی تھی تو وہ اچھے سے بتا سکتی تھی کہ یہ اس کی بہن کو  
پسند اتایا نہیں۔۔۔

رابیہ بیگم کی آواز پر وہ کسی خواب کی دنیا سے واپس آئی تھی۔۔۔  
سامنے رابیہ بیگم بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

جو سب کچھ اسے بتا رہی تھی اور وہ حیران ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

امی۔۔۔۔ بھائی ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟



اس کی اواز میں بے یقینی تھی۔۔۔

اور اگلے ہی پل وہ صوفے سے اٹھی اور اپنے بھائی کے کمرے کی طرف  
چلی گئی۔۔۔

رابیہ بیگم اسے روکتی رہ گئی مگر اسے اپنے بھائی سے جواب چاہیے  
تھا۔۔۔

وہ کسی بھی قصور کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے تھے؟

اور اس سے بس منان کا خیال رہا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ اس سے کچھ بھی نہیں پتہ کہ اس کی بہن کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔

اگر اسے پتہ ہوتا تو ضرور اس حویلی کو سر پہ اٹھالیتا۔۔۔

کیونکہ وہ ڈرنے والوں میں سے نہیں تھا یہ بات تمنا چودری کے اچھے سے جانتی تھی۔۔۔۔



منان دروازے کے دستک دے رہا تھا مگر کوئی دروازہ کھول ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔

اور بالا خر کافی دستک کے بعد میرب نے دروازہ کھولا تھا۔۔۔

اور دروازہ کھولتے ہی اسے لگا کہ وہ پتھر کی ہو گئی ہے۔۔۔

اس کے سامنے منان کھڑا تھا۔۔۔

وہ میرب کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

مگر اس کی کیفیت ایسی تھی کہ وہ مسکرا بھی نہ سکی۔۔۔

بے یقینی سے منان کو دیکھنے لگی۔۔۔

ارے او میرب کون ہے؟

حسینہ بیگم دوپٹہ سر پر لیتے ہوئے باہر آئی تھی جب سامنے منان کو دیکھ کر وہ بھی ٹھہر گئے۔۔۔

منان میرب کو ہٹاتے ہوئے اب اگے بڑھ رہا تھا۔۔۔  
اور میرب کو لگا کے اس کی سانس وہیں تھم جائے گی۔۔۔  
وہ اسی طرح دروازے پر کھڑی رہی۔۔۔

منان نے حسینہ بیگم کو سلام کیا تو وہ بھی خود پر قابو کرتے ہوئے وعلیکم  
السلام کہنے لگی۔۔۔

منان پورے گھر میں نظریں گھما رہا تھا کہ کہیں اسے اپنی بہن نظر ا  
جائے۔۔۔

مگر اس کی بہن وہاں پر نہیں تھی۔۔۔

اس نے حسینہ بیگم سے ایت کا پوچھا تو وہ گڑ بڑا گئی۔۔۔

منان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے پلٹ کر میرب کو دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے  
تھے۔۔۔

اور منان کو اپنے اس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہو رہی  
تھی۔۔۔

وہ جلدی سے میرب کی طرف آیا اور اس سے رونے کی وجہ پوچھنے  
لگا۔۔۔

وہ۔۔۔ ایت۔۔۔ وہ ایت۔۔۔ اس کو لے کر۔۔۔

وہ اپنی بات مکمل نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔  
انسوؤں کا گولا اس کے گلے میں اٹکا ہوا تھا۔۔۔

حسینہ بیگم نے جب بات کو بگڑتے ہوئے محسوس کیا تو منان کا ہاتھ پکڑ  
کر اسے چار پائی پہ بٹھانے لگی۔۔۔

دیکھو پیٹا میں تمہیں سمجھاتی ہوں۔۔۔  
وہ اب اسے پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

مگر اس کو اب پر سکون کرنے والی یہاں پر موجود نہیں تھی۔۔۔

اس نے غصے سے اپنی چچی کی طرف دیکھا اور پھر غرا کر بولا۔۔۔

میری بہن کہاں ہے چچی؟

کیا کیا ہے اپ لوگوں نے اس کے ساتھ؟

اج پہلی بار منان کی اواز اونچی ہوئی تھی۔۔۔

ایک پل کے لیے تو حسینہ بیگم بھی گھبرا کر پیچھے ہو گئی تھیں۔۔۔



میرب وہیں ساکت دروازے پر ہی کھڑی رہی۔۔۔

حسینہ بیگم ڈرتے ہوئے منان کو یہ کہنے لگیں کہ وہ اپنی مرضی سے یہ

گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے۔۔۔۔

وہ پسند کرتی تھی کسی کو۔۔۔

اور اس کے ساتھ وہ بھاگ گئی ہے۔۔۔۔

اور میرب بے یقینی سے اپنی ماں کے جھوٹ کو سن رہی تھی۔۔۔

وہ اس لڑکی کے کردار پر کیچڑ ڈال رہی تھی جس نے آج تک کسی مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔۔۔

اور وہ اس سے بد کردار ثابت کر رہی تھی۔۔۔

منان بے یقینی سے اپنی چچی کو دیکھتا رہا۔۔۔

ابھی وہ کچھ اور بولتا ہے جب میرب کی پیچھے سے آواز آئی۔۔۔

خدا کا خوف کریں امی۔۔۔۔

پہلے آپ نے ایت کے ساتھ اتنا غلط کیا۔۔۔

اور اب اس باکردار لڑکی پر آپ الزام لگا رہی ہیں۔۔

امی آپ کی اپنی بیٹی بھی ہے۔۔۔

آپ خود بھی ایک عورت ہیں۔۔۔

آپ کیسے کر سکتی ہیں یہ۔۔۔۔

وہ آج ساری تمیز لحاظ ایک طرف رکھتے ہوئے پھٹ پڑی تھی۔

وہ بچپن ہی سے ایت پر ظلم ہوتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔

بچپن میں چچی تو منان کو بھی مارا کرتی تھی مگر جیسے ہی منان جوانی کی

دہلیز پر قدم رکھنا شروع ہو گیا انہوں نے اس پر ہاتھ اٹھانا چھوڑ دیا۔۔

مگر ایت کو وہ اپنی تشدد کا نشانہ بنایا کرتی تھی۔۔۔۔

منان بھی یقینی سے میرب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

میرب ہچکیاں لیتے ہوئے اسے سب بتا رہی تھی۔۔۔

منان اسے بچالو۔۔۔

وہ مصیبت میں ہے۔۔۔

چو دری نے کا بیٹا مارا گیا۔۔۔

ان سب کو لگتا ہے کہ ذیشان بھائی نے ان کے بیٹے کو مارا ہے۔۔۔

امی نے ذیشان بھائی کو تو چھپا دیا۔۔۔

لیکن جر کا بٹھایا گیا۔۔۔

انہوں نے ونی کا مطالبہ کیا۔۔۔

امی نے وہاں پر یہ کہا کہ وہ اپنی بیٹی کو ونی کرنے کو تیار ہے۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔۔

وہ دوبارہ رونے لگی۔۔۔

منان اس کی طرف بڑھا اور بے تابی سے اگے کی بات پوچھنے لگا۔۔۔

انہوں نے ایت کو اپنی سگی بیٹی بتا کر ونی کر دیا۔۔۔

وہ چلاتی رہی۔۔۔

مگر امی بے رحم بنی اپنی بیٹی اور بیٹے کو بچا کر اس بے قصور کو پھانسی کے پھندے پر پہنچا کر آئی ہیں۔۔۔

چودری انتقام میں اندھے ہو گئے ہیں۔۔۔

پتہ نہیں اس کے ساتھ کیا حال کریں گے۔۔۔

ہماری آنکھوں کے سامنے اسے گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے۔۔۔

تو اکیلے میں کیا حل کریں گے۔۔۔

منان خدا کے اسے بچالو۔۔۔

وہ اپنی بات مکمل کر کے دوبارہ رونے لگی۔۔۔

اور منان کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔

اس نے اج پہلی بار نفرت بھری نظروں سے اپنی چچی کو دیکھا تھا۔۔۔

حسینہ بیگم سہم کر پیچھے ہٹنے لگی۔۔۔

اور پھر خود پر قابو کرتے ہوئے بولنا شروع ہوئی۔۔۔

میں نے ساری زندگی تمہارا اور تمہاری بہن کا خیال رکھا۔۔۔

اور اس وقت ایت کے پاس موقع تھا کہ وہ احسانوں کا بدلہ چکاتی۔۔۔

اور اس نے وہیں کیا۔۔۔

تو اس میں کیا غلط ہے۔۔۔



یہ مت بھولوں کی ساری زندگی تم لوگوں کے خرچے تم لوگوں کے  
سارے اخراجات میں نے اٹھائے ہیں۔۔۔

اور تم۔۔۔

ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ منان نے ان کو ہاتھ سے چپ رہنے کا کہا۔۔۔



کتنی بے رحم عورت ہیں آپ۔۔۔

کیا کہہ رہی ہیں آپ ساری زندگی میری بہن اور میرے خرچے ادنیٰ  
اٹھائے ہیں۔۔۔

حسینہ بی بی شاید آپ کو لگتا ہے کہ ہم لوگوں کو نہیں پتہ مگر ایت اور مجھے  
یہ بات اچھے سے پتہ ہے کہ ہمارا باپ ہر مہینے آپ کو خرچہ دیتا ہے۔۔۔

جب بابا ہم لوگوں کو یہاں چھوڑ کر جا رہے تھے تب انہوں نے ایک  
اچھی خاصی رقم آپ کو دی تھی۔۔۔

وہ اپنی دوسری بیوی کے ساتھ اپنی زندگی شروع کر چکے تھے۔۔۔

مگر پھر بھی وہ باقاعدہ آپ کو رقم دیا کرتے تھے۔۔۔

اور آپ یہ کہہ رہی ہیں کہ آپ نے احسان کیا۔۔۔

انج تک ان پیسوں میں سے آپ نے ادھے بھی ہم پر خرچ نہیں  
کیے۔۔۔

اور اپ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ میری بہن نے احسانوں کا بدلہ چکا ہے۔۔۔

ٹھیک ہے اپنی بہن کو میں واپس لے کر آؤں گا۔۔۔  
مگر اپ اپنا انجام سوچ کر رکھیں۔۔۔

کیونکہ اگر میری بہن کو کچھ بھی ہوا تو سب سے پہلا انتقام میرا اپ سے ہوگا۔۔۔

اس کے الفاظ اتنے سخت تھے حسینہ بیگم کو اپنے ریڑھ کی ہڈی میں  
سنسناہٹ ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ ایک آخری نظر میرب پر ڈال کر وہاں سے باہر نکل گیا تھا۔

بیچھے میرب بس روتی رہ گئی اور نفرت سے اپنی ماں کو دیکھ رہی  
تھی۔۔۔۔

اور حسینہ بیگم کو بھی منان سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔



جباری ہے



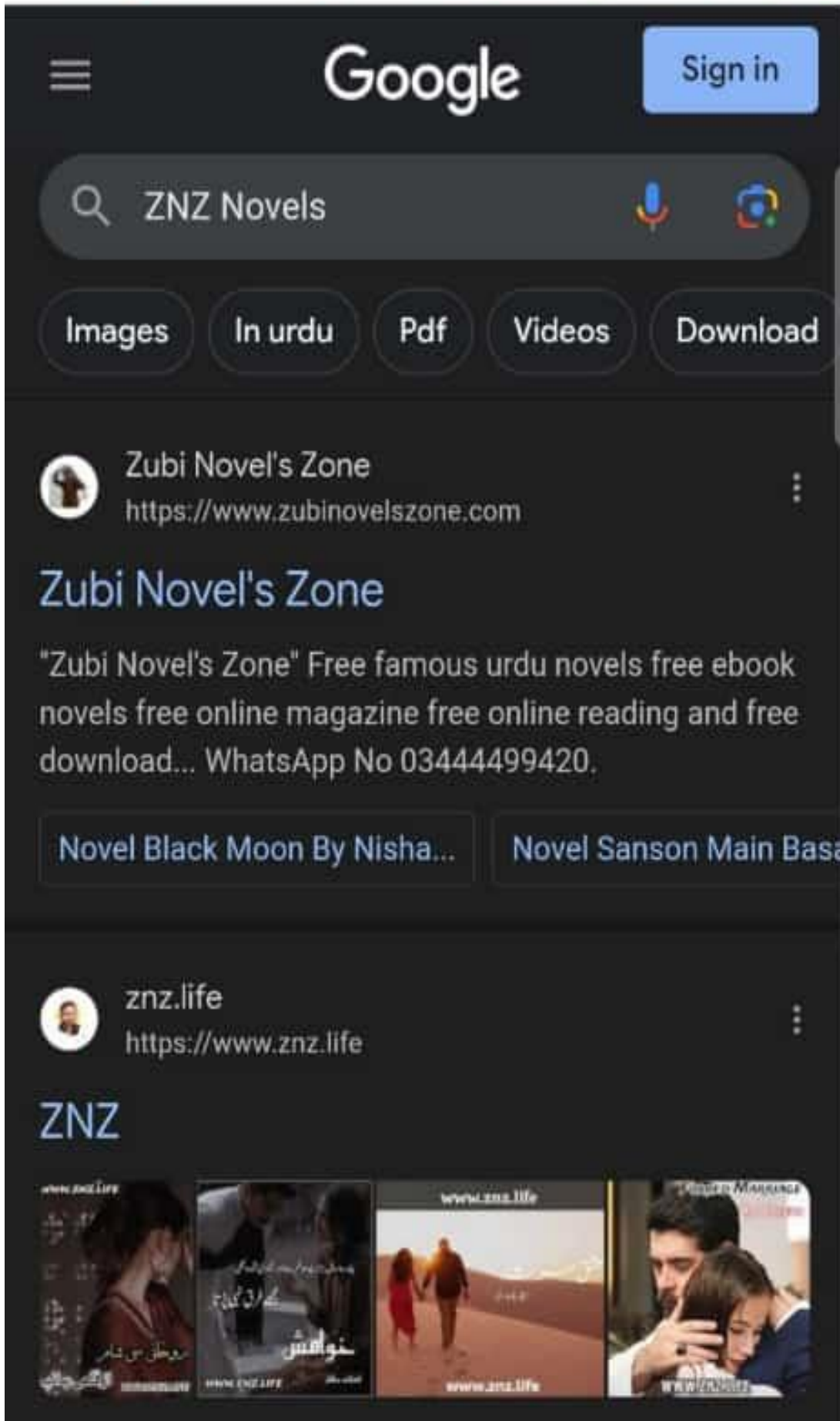
Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](tel:03444499420)

<https://www.zubinovelzone.com/>



اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

**ZUBINOVELSZONE.COM**  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر  
جائے اور ٹائپ کریں

**ZNZ NOVELS**

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے  
گے جسکی سکرین شاٹ آپ  
سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی  
ایک سائٹ وزٹ کریں اور  
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے  
باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں  
مزید کے لئے رابطہ کریں

**0344 4499420**

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

For Free Ebook Novels Link

[https://heylink.me/ZUBI\\_NOVELS\\_ZONE](https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE)

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا  
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.znzlibrary.com/>

<https://www.znz.today>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM](mailto:ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں  
وہاں پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>